رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

نمبر ۱۲۰	مورخہ ۱۷ ذوالحجہ ۱۳۵۳ ہجری	یوم شنبہ	مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء	جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے ؛

خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی خدا کے فضل سے خیریت ہے ؛

حضرت امیر المومنین نے عید الاضحیٰ کے بعد مسلسل سات ہفتے جمعرات کے دن روزہ رکھنے اور دعائیں کرنے کی جو تحریک فرمائی تھی۔ اس کے ماتحت قادیان کے مردوں اور خواتین نے سوائے معذوروں کے ۲۱ مارچ روزہ رکھا۔ سحری کے وقت بعض دوستوں نے محلوں میں پھر کر لوگوں کو جگانے کی خدمت ادا کی ؛

۲۲ مارچ مولوی قمر الدین صاحب اور گیانی واحد حسین صاحب کو جہلم نکر کہار۔ اور بھچال کلاں بسلسلہ تبلیغ روانہ کیا گیا ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

متقی کو مِن حیثُ لا یحتسب رزق ملتا ہے

(فرمودہ ۲۳ مارچ ۱۹۰۳ء)

"رزق بھی کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ یہ بھی تو ایک رزق ہے۔ کہ بعض لوگ صبح سے شام تک ٹوکری ڈھوتے ہیں اور بُرے حال سے شام کو دو تین آنے ان کے ہاتھ آتے ہیں یہ بھی تو رزق ہے۔ مگر لعنتی رزق ہے۔ نہ رزق من حیث لا یحتسب۔ حضرت داؤد زبُور میں فرماتے ہیں۔ کہ میں بچہ تھا۔ جوان ہوا۔ جوانی سے اب بڑھاپا آیا۔ مگر میں نے کبھی کسی متقی اور خدا ترس کو بھیک مانگتے نہ دیکھا۔ اور نہ اس کی اولاد کو در بدر دھکے کھاتے اور ٹکڑے مانگتے دیکھا یہ بالکل سچ اور درست ہے۔ کہ خدا اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اور ان کو دُوسروں کے آگے ہاتھ پسارنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ بھلا اتنے جو انبیاء ہوئے ہیں۔ اولیاء گزرے ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ وُہ بھیک مانگا کرتے تھے۔ یا اُن کی اولاد پر یہ مصیبت پڑی ہو۔ کہ وُہ در بدر خاک بسر ٹکڑے کے واسطے پھرتے ہوں۔ ہرگز نہیں۔ میرا تو اعتقاد ہے۔ کہ اگر ایک آدمی با خدا۔ اور سچا متقی ہو۔ تو اس کی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا۔ اور ان کی خود حفاظت فرماتا ہے"

(الحکم ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۳ء)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جماعت احمدیہ مگوؤی (برما) کا اخلاص نامہ

خلیفۂ وقت کی حفاظت کیلئے ہر احمدی جان و مال قربان کرنے کیلئے تیار ہے

برادر برکت علی صاحب سیکرٹری مگوؤی برما حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھتے ہیں:-

بحضور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:-

خادم حضور کے ان خادموں میں سے ہے۔ جو انجمن احمدیہ مگوؤی کے پرانے ممبر تھے۔ جن کے ذریعہ احمدیت کا بیج برما میں بویا گیا (خدا کی رحمتیں ان پر نازل ہوں) پہلا احمدی جس کے ذریعہ برما میں احمدیت پہونچی۔ حوالدار نور الدین صاحب مرحوم تھے۔ جو علاقہ بھیرہ کے موضع ہجکہ کے رہنے والے تھے۔ تقریباً ۱۹۰۵ء میں وہ ہجکہ گئے اور احمدیت کا پیغام لائے۔ پھر آہستہ آہستہ مگوؤی میں جماعت قائم ہو گئی۔ چونکہ ملٹری پولیس میں سخت مخالفت ہو گئی۔ اس لئے شہر میں جو دوست احمدی ہوئے ان کو احمدیہ لٹریچر جو کہ بندہ کو حوالدار نور الدین صاحب دیتے تھے۔ پہونچانے کا کام کرتا رہا۔ لیکن بیعت اس وقت نہ کی تھی البتہ اس وقت میں بدر اخبار کا خریدار تھا۔ ہمارے افسر جو سخت معاند سلسلہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں نازیبا کلمات استعمال کرتے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا۔ کہ میں بدر کا خریدار ہوں۔ تو ایک افسر نے مجھے بلایا۔ اور سخت کلامی کے بعد ایک کارڈ اپنے ہاتھ سے لکھا اور میرے دستخط لیکر بدر آفس میں بھیجدیا کہ ہم اخبار نہیں مانگتا" اسی طرح دو دفعہ کیا گیا۔ لیکن میں برابر اخبار خریدتا رہا۔ گو ایمانی کمزوری تھی۔ کہ احمدیت ظاہر نہ کی۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہو گئی۔ اور خدا نے حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دی۔ تب بندہ نے علی الاعلان بیعت کر لی۔ گو بیعت حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر میں نے کی۔ لیکن اپنے آپ کو ۱۹۰۵ء کے قریب سے ہی احمدی خیال کرتا ہوں۔ پھر جب حضرت مولوی صاحب کی وفات ہوئی۔ تو جماعت مگوؤی کو کوئی اطلاع نہ پہونچی۔ اسی اثناء میں ایک خط ہجکہ سے آیا۔ کہ حضرت مولوی صاحب وفات پا گئے ہیں۔ اور خلافت کا جھگڑا ہے۔ جب یہ خط حوالدار مولوی نور الدین صاحب کو پہونچا۔ تو ہم دونوں بہت روئے۔ پھر شہر میں گئے۔ اور دوسرے احمدی دوستوں سے ملے اور مشورہ کیا۔ کہ ایک تار حضور کو دیں۔ کہ جماعت احمدیہ مگوؤی آپ کی بیعت خلافت کرنے کو تیار ہے۔ یا جس کی بیعت حضور نے کی ہو۔ اس کی ہم بھی بیعت کر لیں۔ آخر خدا تعالےٰ نے آپ کو منتخب کر کے ہماری دستگیری کی۔

پیارے امام! میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ کہ وہ کیسے مخلص احمدی ہیں۔ جن کو حضور کی اور حضور کی زندگی کی قدر نہیں اور وہ آپ کی حفاظت کے سوال پر اپنے بے اصول پن کو اصول بتاتے ہیں۔ پیارے امام! آپ کو خدا نے بہت صابر اور عفو کرنے والا بنایا ہے۔ ورنہ ایسے لوگ اصل میں مخلص نہیں۔ ہمارے ایک احمدی بھائی مستری شرف الدین صاحب بہت مخلص ہیں۔ اور ان کی بہت خوابیں صحیح دیکھی گئی ہیں۔ میں ان کی ملاقات کے لئے گیا۔ تو فرمانے لگے۔ پندرہ جنوری کے قریب انہوں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ ایک وسیع میدان میں حضرت خلیفۃ المسیح رونق افروز ہیں۔ اور ان کے قریب ایک کتا بیٹھا ہے۔ واللہ اعلم یہ کیا حالات ہیں۔

پیارے امام! ہر ایک احمدی پر جو سچا احمدی ہے اس کا فرض ہے۔ کہ وہ آپ کی حفاظت میں اپنی جان و مال کی پرواہ نہ کرے۔ اس وقت آپ کی حفاظت دراصل اسلام کی حفاظت ہے۔ خدا کے دین کی حفاظت ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی حفاظت ہے۔ ان "مخلصوں" نے آپ کی شان کو ہی نہیں سمجھا۔ میں غریب ہوں۔ علم بھی معمولی ہے۔ لیکن بفضلہ تعالےٰ عرفانی ہے اور احمدی ہوں۔ اسلئے اپنی جماعت کیطرف سے عرض کرتا ہوں۔ کہ حضور کی حفاظت اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کا خاص انتظام ہونا چاہیئے۔ اور اس پر جو کچھ خرچ ہو۔ وہ جماعت ادا کرے۔

پیارے امام! یہ اس خیال سے عرض کیا گیا ہے۔ کہ خلیفہ کی جان اور مقامات مقدسہ کی حفاظت نہایت ضروری چیز ہے۔ مبادا دشمن کسی وقت بے خبری کی حالت میں اس بے بہا لعل کو ہم سے چھیننے کی کوشش کرے۔ اور ہم بے خبری کی حالت میں لٹ جائیں۔ ہم کیوں نہ اپنی حفاظت کا بندوبست کریں۔ ہمارے سامنے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی مثال موجود ہے کہ بدکرداروں نے ان کی قیمتی جانوں کو ضائع کیا

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۹ و ۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی بیعت کرنیوالوں کے نام

بیعت بذریعہ خطوط

۱	عبد الحکیم صاحب۔ ضلع گورداسپور	۴	محمد پیر صاحب۔ بنگلور سٹی
۲	اخوند فضل صدیق صاحب۔ حیدرآباد سندھ	۵	سید عبد الرزاق صاحب " "
۳	محی الدین صاحب۔ سیلون	۶	رحمت علی صاحب۔ ضلع گورداسپور

مدرسہ احمدیہ میں بھی بچوں کی تربیت کا خاص انتظام

قبل ازیں اخبار الفضل میں یہ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ تحریک جدید کے ماتحت بچوں کی تربیت کا انتظام صرف تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ہوگا۔ لیکن اب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے۔ کہ جو احباب اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں تعلیم دلا کر اس نوعیت کی تربیت کے خواہش مند ہوں۔ ان کے لئے مدرسہ احمدیہ میں بھی انتظام کر دیا جائیگا۔ چونکہ تعلیمی سال ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے بہت جلد احباب اپنے بچوں کے متعلق اطلاع بھجوا دیں۔ تا اس کے مطابق انتظام کیا جائے۔

(انچارج تحریک جدید)

تبلیغی جلسہ

موضع بھوٹیوال متصل بھینی شرقپور میں انجمن احمدیہ کا جلسہ ۲۳-۲۴ مارچ کو مقرر ہوا ہے۔ ارد گرد کی جماعتیں شامل ہو کر فائدہ اٹھائیں:۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

دعائے مغفرت

جناب حسن صاحب رہتاسی کی والدہ صاحبہ ۲۱ر فروری کو اور ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب لاہور کا لڑکا ۲۸ر فروری کو فوت ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ احباب دعائے مغفرت کریں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ ذوالحجہ ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر صحابہ کرامؓ کی توہین کا جھوٹا الزام

احسانؔ کا خود ساختہ معیارِ طہارت

اخبار "احسان" ۱۱ مارچ میں "مرزا غلام احمد قادیانی کا معیارِ طہارت" اور "حضور سرورِ کائنات اور صحابہ کرام پر خوفناک اور ناپاک الزامات" کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مکتوب "الفضل" مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء سے نقل کر کے یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ

"مرزائے قادیانی نے عام لوگوں کو خاندانِ نبوت اور صحابہ کرامؓ سے نفرت دلانے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔ ان پر سؤر کی چربی کھانے، غلیظ پانی پینے اور اونٹ کا پیشاب پینے کے اتہامات لگانے سے بھی دریغ نہیں کیا"

لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا۔ اس سے صحابہ کرامؓ کی قطعاً توہین نہیں ہوتی۔ اور نہ خاندانِ نبوت کی شان کے خلاف اس میں کوئی بات پائی جاتی ہے۔ بلکہ آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اسلام میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ اور مسلمان اس کے قائل ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس مکتوب میں غسل جنابت کے متعلق فرمایا۔ شک کے ساتھ غسل واجب نہیں ہوتا۔ اور نہ صرف شک سے کوئی چیز پلید ہو سکتی ہے۔ ایسی حالت میں بلا شک نماز پڑھنا چاہیئے"

اب بتایا جائے۔ اس میں کونسی ایسی بات ہے۔ جو خاندانِ نبوت اور صحابہ کرام سے نفرت دلانے والی ہے۔ اور کیا کوئی ایسا شخص جس نے احادیث کی ابتدائی کتب بھی دیکھی ہوں۔ اس کی صحت سے انکار کر سکتا ہے۔ لیکن حیرت ہے "مدیر و سردبیر احسان" جو چشم بد دور اپنے آپ کو اسلام کا ستون سمجھتے۔ اور مسلمانوں کو گمراہی سے بچا کر سیدھے راستہ میں لانے کے مدعی بنکر کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے گھر کی عام کتب سے بھی ناواقف ہیں۔ اور محض جہالت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ذیل کے حوالہ سے ثابت ہے:-

"خولہ بنت حکیم کہتی ہیں۔ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس عورت کے متعلق دریافت کیا۔ جو سوتے وقت اسی قسم کا کوئی نظارہ دیکھتی ہے جس قسم کا مرد بعض دفعہ دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس پر غسل واجب نہیں۔ جب تک کہ اسے انزال نہ ہو۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ اگر کوئی سمجھے۔ کہ اسے رات احتلام ہوا تھا۔ مگر تری نہ دیکھے۔ تو اسے غسل کے متعلق کیا حکم ہے۔ فرمایا اس پر غسل نہیں ہے۔ (منتقیٰ لابن تیمیہ صفحہ ۲۵)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ شریعت اسلامی میں شک کی بنا پر غسل جنابت واجب نہیں۔ اور یہی بات ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی۔ پھر آپ نے تحریر فرمایا کہ

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب وہمیوں کی طرح ہر وقت کپڑا صاف نہیں کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں۔ کہ اگر کپڑے پر منی گرتی۔ تو ہم اس منی خشک شدہ کو صرف جھاڑ دیتے تھے" یہ بات بھی احادیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کنت افرک المنی من ثوب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا کان یابساً یعنی میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں سے خشک منی کھرچ دیتی تھی" (منتقیٰ لابن تیمیہ صفحہ ۷)

تیسری بات آپ نے یہ بیان فرمائی۔ کہ بعض لوگ "ایسے کنوئیں سے پانی پیتے تھے۔ جس میں حیض کے لتے پڑتے تھے"۔ یہ بھی احادیث میں مذکور ہے۔ چنانچہ بئر بضاعہ کے متعلق حضرت ابوسعید الخدری نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ ھی بئر تلقی فیھا الحیض ولحوم الکلاب والنتن۔ یعنی اس میں حیض کے لتے اور کوڑا کرکٹ پڑتا رہتا ہے کیا ہم اس کے پانی سے وضو کر لیا کریں۔ آپؐ نے فرمایا۔ الماء طھور لا ینجسہ شیئاً۔ یہ پانی پاک ہے۔ وضو کر لو۔ ابو داؤد کی روایت میں آتا ہے کہ اس کا پانی صحابہ پیا بھی کرتے تھے"

(منتقیٰ لابن تیمیہ صفحہ ۲)

چوتھی بات آپ نے یہ بیان فرمائی۔ کہ "عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا۔ کہ سؤر کی چربی اس میں پڑتی ہے۔ اصول یہ تھا۔ کہ جب تک یقین نہ ہو۔ ہر ایک چیز پاک ہے" اس کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ آپ نے صحابہ کرام پر سؤر کی چربی کھانے کا الزام لگایا۔ بلکہ آپ نے اسے "مشہور تھا" کہکر لوگوں کی ایک عام بات قرار دیا ہے۔ اور خود یہ فرمایا ہے کہ "جب تک یقین نہ ہو۔ ہر ایک چیز پاک ہے" گویا اس بات کو جو مشہور تھی۔ آپ نے غیر یقینی قرار دیا۔ اور پنیر کو سؤر کی چربی سے پاک ٹھہرایا۔

پانچویں بات آپ نے یہ لکھی :- کہ

"اگر کوئی شیر خوار بچہ کسی کپڑے پر پیشاب کرے تو اس کپڑے کو دھوتے نہیں تھے۔ محض پانی کا ایک چھینٹا اس پر ڈال دیتے تھے"

یہ بات بھی کتب احادیث میں مسطور ہے۔ چنانچہ ام قیس بنت محصن کہتی ہیں۔ وہ اپنا ایک شیر خوار بچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائیں۔ بچہ نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ فدعا بماء فنضحہ علیہ ولم یغسلہ (منتقیٰ لابن تیمیہ صفحہ ۶) آپ نے پانی منگوایا۔ اور کپڑوں پر صرف چھینٹا دیا۔ انہیں دھویا نہیں۔

چھٹی بات آپ نے یہ فرمائی۔ کہ "وضو پر بہت پانی خرچ کرنا شیطانی کام ہے۔ اس کے لئے بھی حدیث ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے:-

جاء اعرابی الیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیسالہ عن الوضوء فاراہ ثلثاً ثلثاً وقال ھٰذا الوضوء فمن زاد علےٰ ھٰذا فقد عصیٰ و تعدیٰ وظلم رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ (منتقیٰ لابن تیمیہ صفحہ ۱۹)

یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک اعرابی نے وضو کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ تین تین دفعہ اعضاء دھوئے جائیں۔ پھر کہا۔ جو زیادہ مرتبہ دھوئے۔ اس نے تعدی و ظلم کیا"

ساتویں بات آپ نے یہ تحریر فرمائی کہ "صحابہ رضی اللہ عنہم کسی مرض کے وقت میں اونٹ کا پیشاب بھی پیتے تھے"۔ یہ بھی درست ہے حدیثوں میں صاف طور پر آتا ہے۔ کہ عکل یا عرینہ کے چند لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ انہیں مدینہ کی آب و ہوا ناموافق ہوئی۔ اور وہ بیمار ہو گئے۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں اونٹوں کا پیشاب اور اونٹنیوں کا دودھ پینے کا حکم دیا۔ (منتقیٰ لابن تیمیہ صفحہ ۶)

ان حوالجات سے ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ لکھا وہ تعلیم اسلام کے مطابق لکھا۔ اور اس پر اعتراض کرنا اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت اور نادانی کا ثبوت پیش کرنا ہے۔

کیا احراری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی اشاعت کیلئے تیار ہیں؟

مسٹر کے۔ ایل گابا کے متعلق گزشتہ دنوں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ انہوں نے اسمبلی میں یہ سوال پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ کہ کیا حکومت کو علم ہے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتب میں مسلمانوں کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جو منافرت انگیز اور دل آزار ہیں۔ اگر ہے۔ تو حکومت کیوں ایسی کتابوں کو ضبط نہیں کرتی۔

ظاہر ہے کہ یہ سوال احراریوں کے ایماء سے کیا گیا۔ اور اس کی غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو ضبط کرانا تھا۔ اسی غرض سے احراری جلسوں میں بھی قرار دادیں پاس کر چکے ہیں لیکن ہر طرف سے ناکام و نامراد ہو کر اب یہ کہنے لگے ہیں کہ ان کتابوں کو ضبط نہ کرایا جائے۔ بلکہ ان کی خوب اشاعت کی جائے۔ چنانچہ "احسان" لکھتا ہے۔ "ایسی کتابوں کا ضبط کرانا سراسر خلافِ مصلحت ہے۔ اس سے الٹا قادیانیوں کو فائدہ پہنچیگا۔ اب بھی وُہ ایسی کتابوں کو چھپا رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو نہیں دکھاتے۔ قانونِ ضبطی کے بعد تو ان کو اچھا خاصا بہانہ ہاتھ آجائیگا۔ اور ان کے مذہب پر پردہ پڑ جائیگا۔"

ان سطور میں ہمارے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ سراسر بہتان اور کذب صریح ہے۔ اور ہم "احسان" کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ بتائے جماعت احمدیہ نے کب اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کن کتابوں کو چھپایا۔ ہم تو چاہتے ہیں۔ کہ ان کتب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے ہاتھوں میں پہونچیں۔ اسی لئے مرکز سلسلہ میں قومی فنڈ سے قائم کردہ ایک بکڈپو ہے۔ اس کے علاوہ بعض احمدی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں اور تحریروں کی اشاعت کرتے ہیں۔ اور جماعت کے صاحب حیثیت اصحاب اپنے خرچ پر غیر احمدیوں۔ عیسائیوں۔ ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ میں ہر سال کثیر تعداد میں کتب مفت تقسیم کرتے ہیں۔ پھر ٹریکٹوں۔ رسالوں۔ اشتہاروں اور اخباروں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے اقتباسات شائع کئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ لٹریچر کی اشاعت کا یہ کام صرف اندرون ہند میں ہی نہیں۔ بلکہ بیرون ہند یعنی یورپ و امریکہ وغیرہ میں بھی ہو رہا ہے۔ یعنی غیر ممالک کی زبانوں میں ان کا ترجمہ کر کے شائع کیا جاتا ہے۔ غرض کوئی احمدی ایک لمحہ کے لئے بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی کتاب کو وہ چھپائے یا کسی حق پسند انسان کو دکھانے سے احتراز کرے۔ ان حالات میں یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ کے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو چھپائے پھرتے ہیں۔ صریح جھوٹ ہے۔

"احسان" نے یہ بھی لکھا ہے کہ "ضرورت یہ ہے۔ کہ ایسی کتابوں کو بکثرت شائع کرایا جائے۔ تاکہ لوگ ان کے مذہب کی نوعیت سے بخوبی آگاہ ہو جائیں"۔ پھر لکھا ہے۔ "کوشش یہ ہونی چاہئے۔ کہ ایسی کتابوں کی ضبطی کے واسطے مسلمان اسمبلی میں ہرگز کوئی تحریک نہ کریں۔ بلکہ ان کی اشاعت میں مدد دیں تاکہ لوگ قادیانی مذہب کی حقیقت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں"۔

اگر یہ تجویز "احسان" اور اس سے تعلق رکھنے والوں کی طرف سے سنجیدگی کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔ تو ہمارے لئے بہت ہی مسرت انگیز ہے۔ ہم اس بارے میں ان کی پوری مدد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ وُہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو کتاب بھی کہیں۔ اور جتنی تعداد میں کہیں۔ ہم جلد سے جلد صرف اصل لاگت پر ان کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے تیار ہیں۔ اگر وُہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کتابوں کا شائع کرنا ان کے حق میں مفید ہو سکتا ہے۔ اور احمدیت کے لئے نقصان رساں ہے۔ تو پھر وہ سب کام چھوڑ کر ان کتب کی اشاعت میں کیوں نہیں لگ جاتے جن کے متعلق ہم بھی انکی پوری پوری امداد کرنیکے لئے تیار ہیں لیکن امید نہیں کہ اس خود پیش کردہ تجویز کیطرف وُہ رُخ بھی کریں۔

جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کی تقریر پر احسان کا لغو اعتراض

"احسان" نے جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی اس تقریر پر جو آپ نے حال ہی میں فرمائی۔ اعتراض کرتے ہوئے لکھا تھا۔ "لارڈ ولنگڈن۔ سر جیمز گرگ۔ سر ہنری کریک۔ سر ہربرٹ ایمرسن اور ہندوستان کے نظام حکمرانی کے دوسرے ذمہ دار انگریز عہدیداروں کو کبھی کسی ہال میں عامۃ الناس کو عیسائیت کا پیغام دیتے اور اپنے عہدہ سے فائدہ اٹھا کر اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے نہیں دیکھا لیکن قادیان کی دجالی مسیحیت کے پیرو جسے ہم ہندوستان میں یورپ کی تثلیثی مسیحیت کا برو زاور آلہ کار سمجھتے ہیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان نے ۲ر مارچ کو لاہور کے وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں جو تثلیثی مسیحیت کے پیرووں کا ایک تبلیغی مرکز ہے۔ پیغام احمدیت کے عنوان سے ایک تقریر کی"

گویا "احسان" کو یہ گوارا نہ ہوا۔ کہ اسلام کی صداقت اور اس کی خوبیاں ایک ایسا شخص پیش کرے۔ جو حکومت کے ایک اعلیٰ عہدہ کے لئے منتخب ہو چکا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ چونکہ بڑے بڑے انگریز عہدہ داروں نے کبھی کسی ہال میں عامۃ الناس کو عیسائیت کا پیغام نہیں دیا۔ اس لئے کسی مسلمان کو بھی اسلام کا پیغام نہیں دینا چاہئے۔ حالانکہ اگر "احسان" کے قلب میں اسلام کے ساتھ ذرہ بھر بھی انس پایا جاتا۔ تو وُہ کبھی یہ نہ کہتا بلکہ وہ جناب چوہدری صاحب کی مثال پیش کر کے دوسرے مسلمانوں کو بھی توجہ دلاتا۔ کہ خواہ وہ کتنے بڑے عہدہ پر فائز ہوں اسلام کی خدمت سے انہیں غافل نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن چونکہ احمدیت کی عداوت نے "احسان" کو بالکل اندھا کر رکھا ہے۔ اس لئے جناب چودھری صاحب موصوف کی اتنی بڑی خوبی کو بھی نہ دیکھ سکا۔ بلکہ اسے بہت بڑا عیب بتانے لگ گیا۔

لیکن یہی "احسان" جو اسلام کی تائید میں جناب چودھری صاحب کے تقریر کرنے پر تلملا اُٹھا تھا۔ اور حکومت کے بڑے بڑے افسروں کے نام پیش کر کے یہ دکھانا چاہتا تھا۔ کہ جب وہ عیسائیت کا پیغام عامۃ الناس کو نہیں دیتے۔ اور اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کرتے۔ تو کسی مسلمان کو بھی اسلام کا پیغام لوگوں کو نہیں دینا چاہئے۔ اور نہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرنی چاہئے۔ اُسے یہ معلوم کر کے ذرا بھی احساس نہیں ہوا۔ کہ حکومت ہند کے خزانہ سے عیسائیت کی اشاعت کے لئے پادریوں کو ۴۷ لاکھ روپیہ سالانہ دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک ممبر نے اسمبلی کے ۱۴ر مارچ کے اجلاس میں بیان کیا۔ اور اس کے خلاف اس نے ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔

کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہے۔ کہ "احسان" یہ تو جائز سمجھتا ہے۔ یا کم از کم اس کے خلاف اُسے کوئی اعتراض نہیں کہ عیسائیت کی اشاعت کے لئے ۴۷ لاکھ روپیہ سالانہ گورنمنٹ ہند کے خزانہ سے خرچ ہو رہا ہے لیکن یہ پسند نہیں کہ گورنمنٹ ہند اگر کسی مسلمان کو کسی اعلےٰ عہدہ کے لئے منتخب کرے۔ تو وہ اسلام کی صداقت پر تقریر کرے۔ یہ ہے ان لوگوں کا اسلام اور یہ ہے ان کی اسلامی غیرت باوجود اس کے ان کا دعویٰ ہے۔ کہ دنیا میں اسلام انہی کے سہارے قائم ہے۔ وہی اس کے واحد علمبردار ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ان لوگوں میں نہ تو خود اسلام کی خدمت کرنے کی اہلیت اور احساس ہے۔ اور نہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ کوئی اور خدمت اسلام سرانجام دے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ ہر بات میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کرتے ہیں:-

واقعاتِ عالم پر نظر

سُلطان ابنِ سعود پر قاتلانہ حملہ اور اسکے نتائج

از جناب ملک غلام فرید صاحب ایم اے

رپوٹر کی خبر ہے کہ جب شاہ ابن سعود اور ان کے ولی عہد امیر سعود حج کے دن خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ کہ چند یمنی زیدیوں نے ان پر قاتلانہ حملہ کیا۔ شاہ موصوف اور ان کے بیٹے بالکل محفوظ رہے۔ اور قاتل خود مارے گئے۔

بادشاہوں کی جانوں کی قیمت

آج بیسویں صدی میں بھی جبکہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ حکومت اور سلطنت بادشاہوں کے ہاتھ سے نکل کر جمہور کے قبضہ میں آگئی ہے۔ اور بادشاہوں اور شہزادوں کا اب صرف یہ کام رہ گیا ہے۔ کہ کسی عمارت یا مجلس کا افتتاح کر دیں۔ یا کسی سرکاری تقریب میں شامل ہو کر اس کی رونق اور زینت کا باعث ہوں۔ ان کی جانیں نہایت عزیز اور قیمتی سمجھی جاتی ہیں۔ اور ان پر حملہ کرنا گویا ایک ملک کا دوسرے ملک کے خلاف اعلانِ جنگ سمجھا جاتا ہے۔ آسٹریا کے ایک شہزادے کے قتل پر یورپ میں لڑائی کی وہ آگ بھڑکی جس کی لپیٹ میں یورپ ہی نہیں، بلکہ مشرق بعید اور مغرب اقصیٰ کے بعید ترین ممالک بھی آگئے۔ لاکھوں خدا کے بندے لقمۂ اجل ہوئے۔ اور لاکھوں ہی لنگڑے اور اپاہج ہو کر عمر بھر کے لئے کوئی کام کرنے کے قابل نہ رہے۔ ملکوں کے نقشے بدل گئے۔ قوموں کی حالتیں بدل گئیں۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ ایک سروی نوجوان نے قومیت کے جنون میں آسٹریا کے شہزادہ فرڈی نینڈ کو قتل کر دیا۔ ابھی کل کی بات ہے۔ کہ مارسیلز میں یوگوسلاویہ کے بادشاہ الیگزینڈر کے قتل پر یورپ پھر ایک خطرناک جنگ میں مبتلا ہوتے ہوتے رہ گیا۔ اور اگر یورپ میں جنگ چھڑ جاتی۔ تو معلوم نہیں۔ خدا کا قہر دنیا پر کس کس شکل میں نازل ہوتا۔

ابن سعود اور امام یمن کی کشیدگی کے نتائج

ابن سعود بھی ایک بادشاہ ہے۔ اور طاقتور بادشاہ لیا بادشاہ نہیں۔ کہ کسی سابق بادشاہ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے اس نے تخت حاصل کیا۔ بلکہ اس نے اپنی ساری موجودہ سلطنت اپنی قوت بازو سے حاصل کی ہے۔ اس کی ذات کے ساتھ عرب کا امن نہیں۔ بلکہ مشرق قریب کا امن وابستہ ہے۔ اس پر چند یمنی زیدیوں کا حملہ کرنا ایک بہت بڑا اہم واقعہ ہے۔ کیونکہ امام یمن اور سلطان ابن سعود کے درمیان پرانی دشمنی ہے۔ ابھی پچھلے سال سلطان ابن سعود کی فوجوں نے امام یحییٰ والئے یمن کی فوجوں کو سخت شکست دی تھی۔ اور حدیدہ کے مقام پر امام کو سلطان ابن سعود کی پیش کی ہوئی تمام ذلت آمیز شرائط منظور کرنی پڑی تھیں۔ ہم نہیں جانتے کہ سلطان ابنِ سعود پر جو حملہ کیا گیا ہے۔ وہ کس حد تک اور کس طرح سے امام یحییٰ اور سلطان ابن سعود کے تعلقات پر اثر انداز ہو گا۔ لیکن یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان دونوں مسلمان فرمانرواؤں کے تعلقات کے بگڑ جانے کا اندیشہ ضرور ہے۔ اور اگر طرفین میں جنگ چھڑ گئی۔ تو ممکن ہے کہ انگریزوں کو بھی اس میں دخل دینا پڑے۔ کیونکہ یمن انگریزی علاقہ عدن اور سعودی عرب کے درمیان واقع ہے۔ اور اگر امام یحییٰ اور ابن سعود میں جنگ شروع ہو گئی۔ جس میں انسانی قیاسات کے مدنظر امام یحییٰ کو شکست ہو گی۔ اور اس صورت میں یمن بھی ابن سعود کی سلطنت میں شامل ہو گیا۔ تو ایک آزاد اور طاقتور بادشاہ کا انگریزوں کا ہمسایہ ہو جانا ان کی سیاسی مشکلات میں اضافہ کر دیگا۔ پس نہ صرف اس خیال سے بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ امام یحییٰ کی شکست کی صورت میں، بحیرۂ قلزم کا سارا مشرقی ساحل ابن سعود کے قبضہ میں آجائے گا۔ اور چونکہ بحیرۂ قلزم کو انگریزی بلکہ بین الاقوامی سیاست میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ انگریز یہ پسند نہیں کریں گے۔ کہ بحیرۂ قلزم میں ابن سعود کا اقتدار بڑھ جائے پھر یہ بھی عین قرینِ قیاس ہے۔ کہ اٹلی کو بھی ابن سعود اور امام یحییٰ کے جھگڑے میں دخل دینا پڑے۔ کیونکہ یمن کے عین مقابل ابنائے باب المندب کے ورے افریقہ کے ساحل پر اٹلی کا علاقہ ہے۔ اور اٹلی بھی یمن کے معاملات میں کچھ نہ کچھ دلچسپی رکھتا ہے۔ بہر حال یہ سب قیاسات ہیں۔ ممکن ہے ان میں سے کوئی بات بھی وقوع میں نہ آئے۔ اور ابن سعود پر جو حملہ ہوا ہے۔ وہ چند بے وقوف قومی مجنونوں کا ذاتی فعل قرار دیا جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ صرف اس واقعہ سے جس کا ظاہری نتیجہ صرف یہ نکلا ہے کہ حملہ آور خود مارے گئے ہیں۔ مشرق قریب کا امن خطرہ میں پڑ جائے۔ اور بین الاقوامی سیاست میں اور زیادہ الجھنیں پیدا ہو جائیں۔ بہر حال جو کچھ ہو گا عنقریب منصہ شہود پر آجائے گا۔ اس لئے اس سے زیادہ میں اس واقعہ کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

سلطان ابن سعود کے حالات زندگی

ہاں اس واقعہ سے فائدہ اٹھا کر میں ناظرین الفضل کی دلچسپی کے لئے سلطان ابن سعود کے حالات زندگی مختصراً بیان کرتا ہوں۔ کہ سلطان موصوف مشرق قریب میں ایک بہت بڑی شخصیت ہیں۔ اور ایک لحاظ سے اسلامی سیاسی دنیا میں سب سے بڑی شخصیت ہیں۔

سلطان ابن سعود کی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ سنہ ۱۸۸۰ء سے سنہ ۱۹۱۴ء تک، سنہ ۱۹۱۴ء سے لے کر سنہ ۱۹۲۶ء تک اور تیسرا حصہ سنہ ۱۹۲۶ء سے سنہ ۱۹۳۵ء تک

حکومت کیونکر حاصل کی

سلطان ابن سعود سنہ ۱۸۸۰ء میں نجد کے دار السلطنت ریاض میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد عبد الرحمٰن (جو سنہ ۱۹۲۸ء میں فوت ہوئے) امیر فیصل سلطان نجد کے چاروں بیٹوں میں سے سب سے چھوٹے تھے۔ امیر فیصل نے نجد میں سنہ ۱۸۳۴ء سے سنہ ۱۸۶۷ء تک حکومت کی ان کی وفات پر ان کے دو بڑے بیٹوں سعود اور عبد اللہ میں خانہ جنگی کی وجہ سے ان کی سلطنت بہت کمزور ہو گئی۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۸۹۱ء میں امیر محمد نے جو شمالی نجد (جس کا دار الخلافہ حائل ہے)، کے قبیلہ ابن رشید کے نہایت قابل اور طاقتور امیر تھے۔ ریاض پر قبضہ کر کے نجدی وہابی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ ابن سعود کی عمر اس وقت ۱۱ سال کی تھی۔ ان کے والد زندہ تھے۔ اور ان کے زندہ ہونے کی وجہ سے عبد الرحمٰن ہی نجدی قبیلہ کے نمائندہ سمجھے جاتے تھے۔ عبد الرحمٰن نے اپنے باپ کا تخت حاصل کرنے کی دوبارہ کوشش کی۔ لیکن سنہ ۱۹۰۱ء میں صریف (Sarif) کے مقام پر ان کو سخت شکست ہوئی۔ اور حکومت اور تخت کے متعلق اپنے تمام دعاوی سے اپنے بیٹے عبد العزیز (جو اب ابن سعود کے نام سے مشہور ہیں) کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ گویا ۲۱ برس کی عمر میں عبد العزیز کے کمزور کندھوں پر اپنے باپ دادا کا تخت حاصل کرنے کا کمر شکن بوجھ آن پڑا۔ اور وہ صرف دو سو آدمیوں کو ساتھ لے کر ریاض کی طرف روانہ ہو گئے۔ ریاض کے کچھ فاصلے پر صحرا میں انہوں نے ان دو سو آدمیوں کو بھی چھوڑا اور صرف ۱۵ آدمیوں کو ساتھ لے کر رات کے اندھیرے میں ریاض میں داخل ہوئے۔ اور راتوں رات ابن رشید قبیلے کے گورنر کو قتل کر کے ریاض پر قبضہ کر لیا۔ اور فوراً ہی اپنے نجد کے حاکم ہونے کا اعلان کر دیا۔ گو ترک خاندان ابن رشید کے ساتھ تھے۔ لیکن سنہ ۱۹۰۴ء میں بکیریہ کے مقام پر ابن رشید کو شکست دینے سے اور اس کے دو سال بعد ابن رشید کی وفات کی وجہ سے جنوبی نجد پر ابن سعود کا پورا قبضہ اور تسلط ہو گیا۔

حصٰی پر قبضہ

ابنِ سعود اتنے قابل سپاہی اور جرنیل نہیں۔ جتنے قابل حکمران

ہیں۔ جب جنوبی نجد پر ان کا پورا تسلط ہو گیا۔ اور شمالی نجد کی امارت کمزور ہو گئی۔ تو انہوں نے اپنی حکومت اور سلطنت کو زیادہ وسیع اور زیادہ طاقتور بنانے کے ذرائع سوچنے شروع کئے۔ اور وسطی عرب کے متفرق قبائل کو جو کسی منظم حکومت کے ماتحت نہ تھے۔ ایک متحد قوم میں تبدیل کرنے کی ایک عظیم الشان سکیم تیار کی۔ مضمون کی طوالت کے خوف سے میں اس سکیم کی تفاصیل میں نہیں جا سکتا۔ اتنا کہنا کافی ہو گا۔ کہ اس سکیم سے ابن سعود نے اخوان کی ایک منظم اور باقاعدہ جماعت اور فوج تیار کر لی۔ جس کی شجاعت اور سپاہیانہ قابلیت کا مظاہرہ ۱۹۱۳ء میں ہوا۔ جبکہ یکایک سلطان ابن سعود نے اپنی فوج کو لے کر حسّی (Hassa) پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس علاقہ کو ترکوں نے ۱۸۷۵ء میں سعودی خاندان کی خانہ جنگی کے دنوں میں ان سے چھین لیا تھا۔ بوجہ اس کے کہ یہ علاقہ خلیج فارس کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ اور خلیج فارس انگریزی سیاست میں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس علاقہ پر قبضہ ہونے کی وجہ سے انگریز مدبروں کی نظر میں ابن سعود کی حیثیت بہت بڑھ گئی۔

ابن سعود کا انگریزوں سے معاہدہ

اس عرصہ میں جنگ شروع ہو گئی۔ اور انگریزی حکومت نے ابن سعود کے ساتھ اس شرط پر معاہدہ کر لیا۔ کہ ترکوں کے خلاف مدد دینے کے مقابلہ میں ساٹھ ہزار پونڈ ان کو سالانہ وظیفہ دیا جائے گا۔ گو انگریزوں کے ساتھ یہ معاہدہ ہو گیا لیکن ابن سعود کا ایک بہت بڑا اور پرانا دشمن شاہ حسین بھی انگریزوں کا حلیف تھا۔ اور ابن سعود جو کہ ایک وسیع عربی سلطنت کے خواب دیکھ رہا تھا برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ کہ کرنل لارنس کے ذریعہ انگریزوں کی مدد سے حسین کا اقتدار اور طاقت عرب میں بڑھے۔ اس لئے اپنی طاقت کو بڑھانے کی فکر میں شمالی نجد کی امارت کو کمزور دیکھ کر ابن سعود نے ۱۹۱۸ء میں اس امارت کے دارالسلطنت (Hail) حیل پر حملہ کر دیا۔ لیکن باوجود حیل کے دروازہ تک پہنچ جانے کے اسے فتح نہ کر سکا۔

ابن سعود عرب کا مطلق العنان بادشاہ کس طرح بنا

۱۹۱۹ء میں اس کی موجودہ سیاسی عظمت اور اقتدار کی بنیاد پڑی۔ ایک زرخیز حصہ (Hassa) کی ملکیت کے متعلق حسین اور ابن سعود کے درمیان اختلاف تھا۔ انگریزوں نے حسین کے حق میں فیصلہ دیا۔ اور اسے اختیار دیا کہ خرمہ (Khurmah) پر قبضہ کر لے۔ لیکن چونکہ کسی چیز پر زبانی قبضہ مل جانے سے کمزور اسے قبضہ میں رکھ نہیں سکتا۔ اس لئے دو مہینے کے اندر اندر ہی ابن سعود کی فوج نے حسین کی فوج کو شکست دے کر اور اس کے کثیر حصہ کو قتل کر کے اس علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ ۱۹۲۰ء میں علاقہ عسیر پر بھی ابن سعود کا قبضہ ہو گیا۔ اور اسی سال ابن سعود نے دوبارہ شمالی نجد کے دارالسلطنت حیل پر حملہ کیا۔ اور اس کے امیر کو شکست دے کر اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا۔ اسی عرصہ میں شمال میں خیبر اور تیمہ (Taima) اور جنوب میں بشہ (Bisha) اور تثلیث (Tathlith) کے علاقہ جات بھی ابن سعود کے زیر اقتدار آ گئے۔ اور ۱۹۲۲ء میں جوف (Jauf) پر قبضہ ہو جانے سے حجاز کے مختصر حصہ کو چھوڑ کر اب ابن سعود سارے عرب کا مطلق العنان بادشاہ تھا

حجاز پر قبضہ

مثل مشہور ہے۔ ایک ملک میں دو بادشاہ نہیں رہ سکتے ایک طرف ابن سعود حجاز کو فتح کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا دوسری طرف شاہ حسین انگریزوں کے وعدوں کے گھمنڈ پر اور اس سیاسی وقار کی وجہ سے جو اس کے بیٹے فیصل کے عراق کا بادشاہ ہو جانے اور دوسرے بیٹے عبد اللہ کے ٹرانس جورڈن (Trans Jordan) کا امیر تسلیم کیا جانے کی وجہ سے اسے حاصل ہو چکا تھا۔ ابن سعود کی بڑھتی ہوئی طاقت کو خاک میں ملا کر تمام عالم اسلامی کا مذہبی پیشوا و مقتدیٰ یعنی خلیفۃ المسلمین ہونے کی تمنا دل میں لئے ہوئے تھا۔ ان حالات میں ضروری تھا۔ کہ طرفین میں کشمکش پیدا ہو۔ وہ کشمکش پیدا ہوئی۔ اور انگریزوں نے ۱۹۲۳ء کے آخر میں کویت کے مقام پر کانفرنس کر کے چاہا۔ کہ ان کے اختلافات مٹ جائیں۔ لیکن یہاں تو دونوں طرف ملک گیری کی ہوس تھی۔ کانفرنس ٹوٹ گئی۔ اور لڑائی کا بگل بج گیا۔ نتیجہ وہی ہوا جو ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔ طاقتور جیتا۔ اور کمزور ہار گیا۔ حسین کو شکست ہوئی۔ وہ تخت سے دستبردار ہوا اور ایک انگریزی جنگی جہاز پر سوار ہو کر جزیرہ قبرص کو روانہ ہو گیا۔ جہاں وہ آخر فوت ہوا۔ اور اپنا نہ بچ سکنے والا تخت اپنے بیٹے علی کے حوالے کر گیا۔ جس کو چند دنوں شام کا بادشاہ بنائے جانے کی بھی امید لگی رہی لیکن اپنے باپ کے بعد چند دن برائے نام حکومت کر کے ابن سعود سے شکست کھا کر اپنے بھائی کے پاس عراق میں پناہ گزین ہوا۔ ابن سعود نے سارا حجاز ۱۹۲۵ء میں فتح کر لیا۔ ۱۹۲۶ء کے شروع میں مکہ کی مسجد میں اس کی بادشاہی کا اعلان ہو گیا۔ اور ۱۹۲۷ء میں معاہدہ جدہ کی رو سے انگریزی حکومت نے ابن سعود کو باقاعدہ بادشاہ تسلیم کر لیا۔

شاہ عراق اور شاہ عرب کا معاہدہ

حسین کو حجاز سے نکال کر ابن سعود کی تسلی نہ ہوئی۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ اس کے بیٹے فیصل کو عراق سے اور عبد اللہ کو ٹرانس جورڈن سے بے دخل کر کے ان علاقوں پر بھی قبضہ کر لے۔ اور اس خیال سے کہ اگر ان دونوں علاقوں پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ تو غالباً فرانسیسی حکومت شام کی بادشاہت بھی اس کے بیٹے امیر فیصل کو دے گی۔ کیونکہ شامی عرب ابن سعود کے حق میں تھے۔ اور اس وقت فرانسیسی حکومت بھی ابن سعود کے بیٹے کو شام کا بادشاہ بنائے جانے کے امکانات پر سنجیدگی سے غور کر رہی تھی اس نے عراق اور امیر عبد اللہ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ لیکن ابن سعود شاید اس بات کو بھول گیا۔ کہ گو عراق کے تخت پر فیصل بیٹھا ہوا تھا۔ مگر حکومت انگریزوں کی تھی عبد اللہ اور فیصل کے ساتھ چھیڑ خانی نے ابن سعود کی آنکھیں کھول دیں۔ وہ عبد اللہ اور فیصل کا تو مقابلہ کر سکتا تھا مگر انگریزی فوجوں۔ انگریزی ہوائی جہازوں اور انگریزی توپوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ آخر ایک انگریزی جہاز لوپن نامی پر انگریزوں کے دباؤ کے نیچے شاہ عراق فیصل اور شاہ عرب ابن سعود کا معاہدہ ہو گیا۔ جس کی رو سے دونوں نے ایک دوسرے کو اپنے اپنے ملک کا جائز حقدار تسلیم کیا۔ اب جنوب میں حضر موت اور یمن اور مشرق میں عمان کی امارت کو چھوڑ کر ابن سعود سارے عرب کا بادشاہ ہے

مخلصانہ شکوہ

ابن سعود کے متعلق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ بڑے عقل مند۔ بہادر۔ فیاض۔ فراخ دل اور وسیع الحوصلہ فرماں روا ہیں۔ اور یہ بات سچی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کو ان سے ایک مخلصانہ شکوہ ہے۔ اور وہ یہ کہ ۱۹۲۶ء میں ان کے دوسرے صاحبزادے امیر فیصل جب انگلستان گئے۔ تو باوجود وعدہ کے انہوں نے لنڈن میں پہلی اسلامی مسجد کا افتتاح کرنے سے انکار کر دیا اور وجہ یہ بتلائی گئی۔ کہ ہندوستان اور انگلستان کے غیر احمدیوں نے بادشاہ ابن سعود کو تاریں دیں۔ کہ وہ اپنے بیٹے کو احمدیوں کی مسجد کا افتتاح کرنے سے منع کریں۔ خدا کا گھر تو سب بادشاہوں سے بڑا ہے۔ اور اس کی افتتاحی رسم ادا کرنا بڑے سے بڑے بادشاہ کیلئے بھی موجب فخر ہے لنڈن مسجد کا افتتاح بھی ہوا اور بڑی شان سے ہوا۔ لیکن جہاں اس عظیم الشان مسجد کی تاریخ لکھی جائیگی یہ بات بھی ساتھ ہی ساتھ یاد رہے گی۔ کہ ایک اسلامی بادشاہ کے بیٹے نے باوجود وعدہ کے اس مسجد کا افتتاح نہ کیا۔ جو خدا کی عبادت کیلئے بنائی گئی تھی۔

احراریوں کی تازہ شکارگاہ قادیان

پریذیڈنٹ ہندو سبھا ریواڑی کا بیان

احرار پارٹی کی چیرہ دستیوں سے ہندوستان کے خرمنِ امن میں کافی عرصہ سے آگ سلگ رہی ہے۔ اس پارٹی نے کانگرس ماتا کی آغوش میں پرورش پائی۔ تو مارِ آستین بن کر پہلے اسی کو ڈسا۔ چھپن فی صدی کا راگ ہندوستان کے کونے کونے سے سننے میں آیا۔ ولایت میں راونڈ ٹیبل کانفرنس چھپن فی صدی کی مہربانی سے ہی ناکام رہی۔ اور کانگرس کے وقار کو سخت دھکا لگا ؎

ادھر سے فارغ ہو کر پارٹی مذکور نے ریاست جموں و کشمیر کی طرف رُخ کیا۔ کشمیر ایجی ٹیشن کے دنوں میں کس طرح طوفان بے تمیزی برپا کیا گیا۔ نوجوان ہندو مہاراجہ کے خلاف منظم جتھا بندی کی گئی۔ عوام کو ابھارا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ٹسٹ ایجی ٹیشن کے بہانہ سے اپنے روایتی مذہبی جنون کا پورا پورا مظاہرہ کیا۔ کئی بے گناہ موت کے گھاٹ اتارے گئے عبادت گاہوں کو جلایا گیا۔ ہندو دیویوں کے اغوا کئے گئے ریاست کا بے شمار روپیہ پانی کی طرح بہایا گیا۔ اس کے بعد الور ریاست کی باری آئی۔ وہاں کی ناخواندہ اور جاہل رعایا کو کشمیر کی طرح اکسایا گیا۔ قتل و غارت کے واقعات رونما ہوئے یہ سب کچھ اسی تعلیم کی بدولت ہوا۔ جس کی مہربانی سے آئے دن ہندو لیڈروں اور ساہوکاروں کے بے دریغ قتل ہوتے رہیں ؎

چنانچہ اسی طرح ریاست کپورتھلہ کی بھی باری آئی۔ اور اسے بھی کافی عرصہ کانگرس کی اس نازپروردہ بیٹی نے تختۂ مشق بنایا۔ اب ان سب امور سے فارغ ہو کر پارٹی مذکور نے اپنے رسل و رسائل کو ختم ہوتا دیکھ کر قادیان میں ڈیرا آ ڈالا۔ اپنی شرر افشاں تحریروں دلفریب تقریروں سے وہاں کی پُرامن فضا کو بھی مکدر کیا۔ مذہبی نقطۂ نگاہ سے ہم ہندو احمدی جماعت سے اتنے دور ہیں جتنے کہ دوسرے مسلمانوں سے۔ مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ محض اختلاف رائے کی بناء پر کسی کو گردن زدنی قرار دیا جائے۔ میرے ہندو بھائی بھی معاف کریں۔ جو خاموش ہیں ایک بہادر و غیور ہندو اپنے مخالف کو خود تو جواب دے سکتا ہے۔ مگر ان طریقوں کو جنہیں وہ خود اپنے لئے ٹھیک نہیں سمجھتا۔ وہ اپنے مخالف کے لئے بھی نامناسب خیال کرتا ہے۔ اکثر سننے میں آتا ہے کہ آج فلاں جگہ فلاں احمدی احراریوں سے پٹ گیا۔ فلاں جگہ اس کی بے حرمتی ہوئی۔ فلاں جگہ جوتی بیزار ہوئی۔ بلکہ ایک دفعہ تو انہیں ہندوستان سے باہر سنگسار بھی کیا گیا۔ اگرچہ یہ واقعہ باہر کا ہے۔ لیکن تعلق اسی ذہنیت سے رکھتا ہے۔ ضرورت ہے اس ذہنیت کو بدلنے کی

مجھے چودھری فتح محمد صاحب ناظر اعلےٰ جماعت احمدیہ اور دیگر احمدی اکابرین سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ان کے اخلاق کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میرے سخت سے سخت اعتراضوں کا جواب بھی سنجیدگی اور متانت سے دیا گیا۔ کسی کے گھر میں جا کر نکتہ چینی کرنا کارے دارد۔ مگر اسے نہ صرف برداشت کرنا بلکہ شریفانہ سلوک کرنا مشکل ترین کام ہے جو انہوں نے کیا۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ ہر شخص کو اپنے عقائد کو ہر جگہ مشتہر کرنے کی اجازت ہو۔ اور تشدد کی ہر طرح مذمت کی جائے۔ نہ کہ الٹا قاتلوں کو غازی قرار دیا جائے۔ اور تشدد و ظلم کرنے والوں کو فاتح ٹھہرایا جائے ؎

خاکسار

امرناتھ پریذیڈنٹ ہندو سبھا ریواڑی

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مختار عام

گذشتہ چند سالوں میں منشی حمید الدین صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مختار عام تھے۔ جو کہ اب دفتر جائداد سے دفتر ناظر صاحب امور عامہ میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ اور ان کی جگہ منشی محمد دین صاحب مختار عام کا کام سرانجام دے رہے ہیں

ناظم جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان

جماعت احمدیہ کی سب سے پہلی یادگار

دار البیعت لدھیانہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سب سے پہلی یادگار ہے۔ یہ وہ مقدس مقام ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ سے حکم پا کر سب سے اول بیعت لینی شروع فرمائی تھی۔ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت سے پرانے صحابی دنیا سے رخصت ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ تاہم اب بھی بہت سے موجود ہیں۔ جن کو سب سے اول اس دار البیعت میں بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا جا رہا ہے۔ یہ مبارک وجود دنیا سے جدا ہوتے جا رہے ہیں۔ اس وقت چونکہ وہ اصحاب موجود ہیں۔ جنہوں نے اس جگہ کو دیکھا۔ اور جنہیں وہ مقام یاد ہے۔ جہاں خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی۔ اس لئے اس یادگار کا اپنی اصلی حالت پر ان لوگوں کی موجودگی میں محفوظ کر لینا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ کسی ایسے وقت پر اسے ملتوی کرتے ہیں جبکہ اس کو دیکھنے والے موجود نہ ہوں گے۔ اس کے اصلی حدود و بنیاد کے متعلق شک و شبہ کی گنجائش رہ سکتی ہے ؎

پس اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مجلس مشاورت ۱۹۳۱ء پر اس یادگار کو قائم کرنے کا سوال پیدا ہوا تھا۔ اور بہت سے احباب نے اس کے لئے چندہ بھی دیا تھا۔ اور چندہ کے لئے وعدے بھی کئے تھے۔ لیکن اب تک اس کے لئے صرف نو سو کے قریب روپیہ جمع ہوا ہے۔ گو اس چندہ کے لئے مرکز سے کوئی باقاعدہ جدوجہد بھی نہیں ہوتی رہی۔ صرف میرے مکرم سید عبد الوحید صاحب لدھیانوی کی کوشش سے اس قدر چندہ کی رقم جمع ہوئی ہے۔ لیکن اب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ دار البیعت کی تعمیر کا کام جلد شروع کرایا جائے۔ اس تعمیر کے لئے کم از کم مبلغ ۲ ہزار روپیہ جمع ہو جائے تو کام شروع کرایا جا سکتا ہے۔ اس لئے میں بمنشاء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو تحریک کرنے لگا ہوں۔ کہ وہ سلسلہ کی سب سے پہلی یادگار کو قائم کرنے کے لئے حسب توفیق چندہ دیں۔ بعض احباب نے مجلس مشاورت ۱۹۳۱ء پر وعدے لکھوائے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے وعدے ایفا کریں۔ اور اپنے وعدوں کے ایفا میں جو غیر معمولی تاخیر کی ہے۔ اس کی تلافی میں کچھ زائد بھی ادا کریں۔ اور جنہوں نے ابھی تک کوئی وعدہ نہ کیا ہو۔ اور نہ اس سے پہلے چندہ میں شریک ہوئے ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ اس مقدس یادگار کے قائم کرنے میں بڑھ کر حصہ لیں ؎ "

" عہدیداران جماعت کے لئے مناسب ہے۔ کہ اس تحریک کے متعلق اپنی جماعتوں میں اچھی طرح تحریک کریں۔ اور ہر ایک احمدی کو اس چندہ میں شامل کر کے رقم مطلوبہ جلد پوری کریں۔ تا یہ کام جلد تر شروع کرایا جا سکے اور چندہ دہندگان کی فہرست معہ رقم جو ادا کریں بھی تیار کر کے بھجوا دیں۔ تا حضرت کے حضور ان کے لئے دعا کرائی جائے

ناظر بیت المال قادیان

احراریوں کی فتنہ انگیزیوں اور دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے خلاف

احمدی جماعتوں کی طرف سے صدائے احتجاج

نیشنل لیگ ڈیرہ دون کی قرارداد

۸- فروری ۱۹۳۵ء نیشنل لیگ ڈیرہ دون کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش ہو کر باتفاق آراء پاس ہوئیں:۔

(۱) یہ خاص جلسہ مجلس احرار اور ان کے ہم نوا لوگوں کی شر انگیزیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جو انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف جاری کر رکھی ہیں۔ ان کی بے ہودگیاں اگر جلد بند نہ ہوئیں۔ تو خطرہ ہے۔ کہ ملک کے امن پر اس کا برا اثر پڑے۔ اور عجب نہیں۔ کہ پھر حالات بے قابو ہو جائیں۔ اس لئے یہ جلسہ گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ جلد سے جلد ان کی شرارتوں کا سدباب کرے۔ اور انہیں ہمارے احساسات کے ساتھ اس شرمناک طریق پر کھیلنے کی اجازت نہ دے۔ ہم انتہائی صبر سے کام لے رہے ہیں۔ کیونکہ حضرت امیر المومنین کا یہی حکم ہے۔ ورنہ ہمارے قلوب بے حد مجروح ہو چکے ہیں:۔

(۲) یہ خاص جلسہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کے اس حکم کے خلاف جو زیر دفعہ ۱۴۴ قادیان جیسی مقدس اور پرامن زمین پر جاری کیا گیا ہے۔ اور جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کو بھی مستثنےٰ نہیں رکھا گیا۔ پرزور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور عدل و انصاف کے نام پر گورنمنٹ پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ جلد سے جلد مقامی احمدیوں کو اس سے مستثنےٰ کر کے عدل پروری کا ثبوت دے:۔

(۳) ان تجاویز کی نقول حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اور پریس اور گورنمنٹ پنجاب کے پاس بھیجی جائیں:۔ سکرٹری۔

نیشنل لیگ راولپنڈی کی قرارداد

۱۰- فروری نیشنل لیگ راولپنڈی کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے:۔

(۱) یہ جلسہ احراری ملا عنایت اللہ کے شائع کردہ ٹریکٹ "کیا میرزائے قادیانی عورت تھی یا مرد" کی ضبطی کو ناکافی خیال کرتا ہے۔ اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ایسے فتنہ انگیز دریدہ دہن کے خلاف فوراً مؤثر کارروائی کرے:۔

(۲) یہ کہ اخبار زمیندار اور احسان میں آئے دن جماعت احمدیہ۔ اور بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اکابرین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف نہایت دل آزار اور امن سوز مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔ جن میں کمال سفاہت اور کمینگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوام کو ہمارے خلاف بھڑکانے کے لئے طرح طرح کی فریب کاریاں کی جاتی ہیں جس کی وجہ سے اب جہاں کہیں ان کا بس چلتا ہے۔ احمدیوں کی زندگیوں کو دوبھر اور امن کو منغص کر رہے ہیں۔ اور تحریک بائیکاٹ سے مظلوم احمدیوں کی زندگی سخت خطرہ میں ہے۔ لہذا واجب ہے کہ حکومت ان اخباروں کو اس شر انگیزی سے روکے۔ تا مظلوم احمدی محفوظ ہوں:۔

(۳) نیز یہ جلسہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور کے اس فعل پر کہ انہوں نے بالکل قلیل عرصہ میں دو دفعہ قادیان میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کی ہے۔ اظہار افسوس کرتا ہے۔ حالانکہ اگر اس کی ضرورت تھی۔ تو ان لوگوں کے لئے جو باہر سے آ کر فتنہ انگیزی کر رہے ہیں۔ لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اسے احمدیوں پر بھی نافذ کر کے صریح طور پر احرار نوازی کا ثبوت دیا ہے۔ لہذا یہ جلسہ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ اسے جلد سے جلد منسوخ کیا جائے۔ خاکسار فضل عظیم (منشی فاضل)

جماعت احمدیہ شیخ وال کی قرارداد

۱۱- فروری جماعت احمدیہ شیخ وال کا ایک غیر معمولی اجلاس باستثنائے ملازمین سرکار منعقد ہوا۔ جس میں ذیل کے ریزولیوشن باتفاق آراء پاس ہوئے:۔

(۱) یہ عام اجلاس احراری مولوی عنایت اللہ کے ٹریکٹ کی صرف ضبطی کو ناکافی تصور کر کے عادل حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ جلد از جلد ایسی دل و جگر کو پاش پاش کرنے والی تحریر کے لکھنے۔ چھاپنے اور شائع کرنے والوں کے خلاف مؤثر قانونی کارروائی کرے:۔

(۲) احراری اخبارات زمیندار اور احسان وغیرہ آئے دن جو غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈا جماعت احمدیہ کے خلاف کر کے عام جہلاء میں نفرت کی آگ پھیلا رہے ہیں۔ اور جس کی وجہ سے کثرت سے احمدیوں کو تکالیف پیش آ رہی ہیں۔ اس کی طرف یہ اجلاس بروقت حکومت کو توجہ دلاتا ہے۔ کہ وہ اس غلط اور خلاف قانون پروپگنڈا کے انسداد کے لئے فوری طور پر مناسب قانونی کارروائی کرے:۔

(۳) قرار پایا۔ کہ اس کارروائی کی ایک کاپی حکومت کے ذمہ وار حکام کو اور ایک پریس کو ارسال کی جائے۔ خاکسار سلیم گاہندری۔ سکرٹری:۔

نیشنل لیگ احمدیہ بھیرہ کی قرارداد

۱۴- فروری ۱۹۳۵ء کے اجلاس میں حسب ذیل ریزولیوشن باتفاق آراء پاس ہوئے:۔

(۱) یہ جلسہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کے اس حکم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ جس میں انہوں نے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ہمارے مقدس مرکز قادیان میں کیا ہے

(۲) قرار پایا۔ کہ اس کی ایک کاپی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں۔ اور ایک کاپی پریس میں ارسال کر دی جائے۔ خاکسار غلام رسول

جماعت احمدیہ علی پور کی قرارداد

جماعت احمدیہ علی پور چک ۱۶ ضلع لاہور جس میں موضع شمس آباد۔ کھر بیپڑ اور شیمن بھی شامل ہیں۔ کا غیر معمولی اجلاس ۱۴ فروری ۱۹۳۵ء منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل ریزولیوشن باتفاق آراء پاس ہوئے:۔

(۱) احمدی جماعت کا یہ اجلاس خاص احرار کے اس رویہ کو جو وہ احمدیت کے خلاف امن شکن اور حیا سوز طریق پر کر رہے ہیں۔ نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

(۲) یہ اجلاس خاص حکام بالا کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہے۔ کہ احرار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اور حضرت امیر المومنین کی روز بروز توہین کر کے احمدیوں کے دلوں کو چھلنی کر دیا ہے۔ روح فرسا کتابوں کی اشاعت اور امن شکن لیکچر کر کے احمدیوں کو خواہ مخواہ فساد کے لئے برانگیختہ کیا جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں کئی جگہ احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا جا چکا ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے:۔

(۳) ان ریزولیوشنوں کی نقول حضرت امیر المومنین۔ اخبار الفضل اور حکام بالا کو بھیج دی جائیں:۔ خاکسار حکیم احمد علی:۔

نیشنل لیگ کھوکھر غربی کی قرارداد

نیشنل لیگ نے ۱۵- فروری ایک اجلاس کر کے حسب ذیل قرارداد پاس کی۔ یہ جلسہ قرار دیتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے مقدس مرکز قادیان میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے احمدیوں کے دلوں کو سخت مجروح کیا ہے۔ اس لئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ اسے بہت جلد منسوخ کر دیا جائے:۔ خاکسار محمد صدیق سکرٹری

دیال گڑھ کے مدرس اور پٹواری کا قابلِ اعتراض رویہ

خاکسار مستری محمد الدین سکرٹری جماعت احمدیہ دیالگڑھ کی طرف سے اخبار الفضل میں ایک نوٹ شائع ہوا تھا۔ جس میں بتایا گیا تھا۔ کہ احمدیوں کا بائیکاٹ کرانے میں پیش پیش دو سرکاری ملازم ہیں۔ انہی کے اثر کی وجہ سے گاؤں والوں میں احمدیوں کے خلاف اشتعال پیدا ہوا۔ اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد وہاں کے سکول کا ہیڈ ماسٹر احمدیوں کے سامنے اپنے آپ کو اس تحریک سے علیحدہ قرار دینے لگا۔ اور کہتا رہا۔ کہ میں تمہارے خلاف کچھ نہیں کر رہا۔ لیکن اسی دوران میں ہیڈ ماسٹر کے ایما سے کسی غیر معروف شخص نے ایک مضمون "زمیندار" یکم مارچ میں شائع کرایا۔ جو سراسر غلط اور محض ذمہ دار افسروں اور پبلک کو دھوکہ دینے کی نیت سے لکھا گیا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اصل حالات واضح کئے جائیں:۔

دیال گڑھ کی پنچائت کے ممبر سخت متعصب ہونے کی وجہ سے بجائے اس کے کہ گاؤں کی حالت کو سنوارنے کی کوشش کریں۔ لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف اکساتے رہتے ہیں۔ چنانچہ احمدیوں کے بائیکاٹ میں پنچائت کے ممبر خود شریک ہوئے۔ مضمون نگار نے دیال گڑھ کے ہیڈ ماسٹر کے متعلق یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ وہ بڑے با اخلاق ہر دلعزیز اور ابا عن جد یہاں کام کرنے والے ہیں۔ احمدیوں پر بھی ان کے احسان ہیں۔ اور وہ یہ کہ انہوں نے مستری محمد الدین سے مکان بنوائے۔ نلکہ لگوایا۔ مگر احمدی بے وفا نکلے۔ کسی شخص سے کام کرا کر اجرت ادا کرنا احسان نہیں کہلا سکتا۔ خاص کر ایسی صورت میں جبکہ میں نے بمقابلہ دوسرے کاریگروں کے بہت کم اجرت وصول کی۔ ہاں احسان یہ ہے۔ کہ سرپنچ سردار محمد کا ایک کام جو کوئی کاریگر کر کے نہیں دیتا تھا۔ میں نے مفت کیا۔ پس بے وفائی اس کا نام ہے۔ کہ باوجود ایسے احسان کے پھر احمدیوں کے خلاف آگ بھڑکائی جاتی ہے:۔

سکول ماسٹر گاؤں میں دوائیوں کی دوکان بھی کرتا ہے۔ ملاگیری بھی اس نے سنبھالی ہوئی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص ملازمت کے علاوہ ایسے اور کاموں میں مشغول ہو۔ وہ یقیناً اپنی اصلی ڈیوٹی صحیح طور پر انجام نہیں دے سکتا۔ اور سب سے زیادہ قباحت یہ ہے۔ کہ سکول ماسٹر بے جا طور پر مذہبی معاملات میں مداخلت کرتا ہے۔ اور یہ فعل ایک ملازم کے لئے قطعاً جائز نہیں۔ چنانچہ سکول ماسٹر نہ صرف بائیکاٹ کی مجلس میں شامل تھا بلکہ اس مجلس کا ایک نمایاں ممبر تھا۔ اور اس نے خود اقرار کیا کہ میں چونکہ گاؤں کا ملّا ہوں۔ اس لئے مجھے وہاں جانا پڑا۔ پھر ایک اور گاؤں قلعہ درشن سنگھ میں جا کر اس نے احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریر کی۔ جس سے گاؤں میں مخالفت اور شورش پیدا ہو گئی۔ پھر ایک دفعہ گاؤں میں چند احراری آئے تو مولوی صاحب نے لوگوں کو اکٹھا کر کے ان بدزبان احراریوں سے احمدیوں کو گالیاں دلوائیں۔ گندی اور اشتعال انگیز تقریریں کرائیں۔ پس یہ شخص سرکاری ملازم ہو کر فتنہ پیدا کرنے میں مصروف ہے۔ مضمون نگار نے یہ بھی لکھا ہے کہ دیال گڑھ میں احمدیوں کو کوئی تکلیف نہیں۔ اور اس کا ثبوت یہ دیا ہے کہ احمدیوں نے اخبار الفضل کے اعلان میں خود تسلیم کیا ہے کہ ہم بہت خوش ہیں۔ مگر اس کم فہم کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہماری خوشی اس وجہ سے نہیں۔ کہ ہمیں کوئی تکلیف نہیں۔ بلکہ اس وجہ سے ہے کہ الحمد للہ یہ تکالیف ہمیں دین کے معاملہ میں دی جا رہی ہیں۔

اس مضمون میں پٹواری کے متعلق جو حالات شائع کئے گئے ہیں۔ وہ بھی سراسر غلط ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ پٹواری کو احمدیوں سے سخت عناد ہے۔ وہ بائیکاٹ کی مجلس میں شامل تھا۔ بائیکاٹ کرنے والے اجتماع کا ذکر اخبار احسان مورخہ ۱۷ر جنوری میں موجود ہے۔ لیکن پٹواری نے افسروں کو اس کی کوئی رپورٹ نہ دی۔ حالانکہ اس کا فرض تھا۔ کہ ایسے اجتماع کے متعلق حکام کو اطلاع دیتا۔ جو سراسر امن کو بگاڑنے والا اور فساد پیدا کرنے والا تھا۔ پٹواری کے عناد کی وجہ یہ خیال کی جاتی ہے۔ کہ جس حلقہ سے وہ تبدیل ہو کر آیا۔ وہاں جب ایک احمدی پٹواری نے چارج لے لیا۔ تو اسے کہا گیا۔ کہ فیلڈ بک جو گم ہو گئی ہے۔ اس کے متعلق لکھ دے کہ وصول کر لی ہے۔ مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ فیلڈ بک غالباً اب تک گم ہے:۔

پس پٹواری اور مدرس ہر دو ملازم دیال گڑھ کی فضاء کو خراب کرنے کا اصل باعث ہیں۔ اور انہی کے اثر اور رسوخ کے ماتحت باقی لوگ ایسا کرتے ہیں۔ اگر ضرورت ہوئی۔ تو ان دونوں کے اور حالات بھی ظاہر کئے جائیں گے۔ افسرانِ بالا کو توجہ فرمانی چاہئے:۔

خاکسار مستری محمد الدین دیال گڑھ

لاہور میں احراریوں کی فتنہ پردازیاں

۱۵ مارچ فیض باغ لاہور میں ایک جلسہ ۸½ بجے شب بصدارت مولوی ظفر علی منعقد ہونا قرار پایا تھا۔ ساڑھے نو بجے ایک شخص محمد الدین نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی شروع کی۔ اس کے بعد ایک لڑکے نے پنجابی نظم پڑھی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سور کھ فریبی۔ کمبخت۔ مولا کے ساتھ نکاح پڑھانے والا بے دین "پچی پچی" کتے دی موت مویا وغیرہ گندی گالیاں دیں۔ اس کے بعد مولوی عبد الحنان کے زیر صدارت کارروائی شروع ہوئی۔ احمد علی آف شیرانوالہ گیٹ نے دوران تقریر میں کہا۔ مرزا صاحب نے جہاد کو منسوخ قرار دیا۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کی طرفداری کی۔ جو لوگ کافروں کی غلامی میں رہنا نہیں چاہتے۔ وہ ہاتھ اٹھائیں۔ اس پر لوگوں نے ہاتھ کھڑے کئے۔ حتیٰ کہ پولیس نے بھی۔

اس کے بعد محمد بخش مسلم نے تقریر کی۔ جس میں کہا اب نبوت کا دعوےٰ کرنے والا پاگل خانے میں بھیجنے کے لائق ہے پھر عبد العزیز نے تقریر کی۔ اور کہا مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرت المہدی میں روایات جمع کی ہیں۔ راوی ماشاء اللہ جھنڈا سنگھ انڈا سنگھ ہیں۔ عیسیٰ پرستی کا ستون نہ ٹوٹا حالانکہ دعوےٰ تھا۔ صدر نے اپنی آخری تقریر میں کہا "زمیندار" مرزائیت کے قصر کے لئے بم کی مانند ہے۔ اس کا اجر اسے اللہ کے ہاں سے ملے گا۔ مجھے اس پر اس طرح ایمان ہے۔ جس طرح ختم نبوت پر ۵۶ ہزار احمدی ہیں پس ۵۶ ہزار زمیندار جیش کے ممبر بن جائیں۔ جو چار آنے ماہوار چندہ دیں۔ دیکھو احمدی کس قدر قربانی کرتے ہیں۔ ایک سب کمیٹی فیض باغ میں بناؤ۔ فارم موجود ہیں۔ لیکن شروع سے آخر تک کی چیخ و پکار کا نتیجہ کل تین روپے آٹھ آنے کی صورت میں نکلا۔

آخر میں احمدیوں پر مولویوں کی اشتعال انگیزی کے سبب سے حملہ کیا گیا۔ جس پر پولیس نے بجائے اس کے کہ شریروں کو روکتی۔ احمدیوں کو جلسہ گاہ سے باہر نکال دیا۔ اس اشتعال انگیزی کی وجہ سے دوسرے دن ایک احمدی حکیم کی دوکان پر دو لڑکوں نے حکیم صاحب کو گالیاں دینی شروع کیں۔ اور ان کی بوتلیں اٹھا کر انہیں مارنا چاہا۔ مگر لوگوں نے روک دیا۔ پھر وہ سارا دن اس کی دوکان سے لوگوں کو سودا لینے سے منع کرتے رہے:۔

خاکسار عصمت علی احمدی از لاہور

صداقت احمدیت کی ایک بہت بڑی دلیل

افلا یرون انا ناتی الارض ننقصها من اطرافها افهم الغالبون

خدا تعالیٰ نے اپنے اس کلام میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی یہ دلیل بیان فرمائی ہے۔ کہ دیکھو۔ ہم مخالفوں کی شرارتوں اور فتنہ وفساد کی آندھیوں میں سے سعید روحوں کو نکال کر اپنے مرسل سے وابستہ کر رہے ہیں۔ کوئی دن نہیں جاتا جب ہمارے رسول کو قبول کرنے والوں میں زیادتی نہیں ہو رہی۔ دوسری طرف مخالف گھٹ نہیں رہے۔ اسی دلیل کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چسپاں کر کے دیکھ لو کس صفائی کے ساتھ آپ کی صداقت ثابت ہے۔ خدا تعالیٰ روز بروز آپ پر ایمان لانے والوں میں اضافہ کر رہا اور آپ کے نہ ماننے والوں کو گھٹا رہا ہے جیسا کہ اسی صفحہ سے ظاہر ہے جس پر کہ جلسہ سالانہ ۱۹۳۴ء پر بیعت کرنیوالوں کی فہرست دیجا رہی ہے

نمبر	نام	مقام
۴۳۸	زینب صاحبہ	ضلع گجرات
۴۳۹	رحمت بی بی صاحبہ	"
۴۴۰	زینب بی بی صاحبہ	" گوجرانوالہ
۴۴۱	غلام فاطمہ صاحبہ	منٹگمری
۴۴۲	زہرہ بیگم صاحبہ	ضلع ڈیرہ غازیخان
۴۴۳	بشیر بیگم صاحبہ	" شاہ پور
۴۴۴	حاکم بی بی صاحبہ	" گجرات
۴۴۵	غلام فاطمہ صاحبہ	" جہلم
۴۴۶	رشیدہ بیگم صاحبہ	" لائل پور
۴۴۷	رسول بی بی صاحبہ	" گجرات
۴۴۸	کرم بی بی صاحبہ	" سیالکوٹ
۴۴۹	سردار بی بی صاحبہ	" لائل پور
۴۵۰	نور بھری صاحبہ	" منٹگمری
۴۵۱	رفیقہ بیگم صاحبہ	" سیالکوٹ
۴۵۲	فاطمہ بیگم صاحبہ	گورداسپور
۴۵۳	خدیجہ بیگم صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
۴۵۴	حفیظہ بیگم صاحبہ	"
۴۵۵	شویدم بیگم صاحبہ	" کیمل پور
۴۵۶	رحیم بی بی صاحبہ	" گورداسپور
۴۵۷	سردر جان صاحبہ	" کیمل پور
۴۵۸	رسول بی بی	" گوجرانوالہ
۴۵۹	سکینہ بیگم صاحبہ	سرگودہا
۴۶۰	رسول بی بی صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
۴۶۱	سرداراں بی بی صاحبہ	" گجرات
۴۶۲	سعیدہ بیگم صاحبہ	خوشاب
۴۶۳	جوائی صاحبہ	"
۴۶۴	ریشم بی بی صاحبہ	ضلع گجرات
۴۶۵	عائشہ بی بی صاحبہ	" گوجرانوالہ
۴۶۶	سردار بی بی صاحبہ	" شیخوپورہ
۴۶۷	صدیقہ بیگم صاحبہ	" "
۴۶۸	سرداراں بی بی صاحبہ	بھیرہ
۴۶۹	روشنائی بی بی صاحبہ	"
۴۷۰	خدیجہ سلطان صاحبہ	میرٹھ
۴۷۱	خانم بی صاحبہ	راولپنڈی
۴۷۲	فاطمہ بی بی صاحبہ	ضلع شیخوپورہ
۴۷۳	زہرہ بی بی صاحبہ	" شاہ پور
۴۷۴	فتح بی بی صاحبہ	خوشاب
۴۷۵	جنت بی بی صاحبہ	ضلع گجرات
۴۷۶	رحمت بی بی صاحبہ	" لائل پور
۴۷۷	جیواں صاحبہ	ضلع گجرات
۴۷۸	حسین بی بی صاحبہ	" شیخوپورہ
۴۷۹	نذیر فاطمہ صاحبہ	سیالکوٹ
۴۸۰	ثریا عالم صاحبہ	فیروزپور
۴۸۱	خورشید بیگم صاحبہ	سیالکوٹ
۴۸۲	فتح بی بی صاحبہ	ضلع لاہور
۴۸۳	سکینہ بیگم صاحبہ	" گورداسپور
۴۸۴	رحمت بی بی صاحبہ	" لاہور
۴۸۵	زینب بیگم صاحبہ	" شیخوپورہ
۴۸۶	رسول بی بی صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
۴۸۷	جنت بی بی صاحبہ	" شیخوپورہ
۴۸۸	فاطمہ بی بی صاحبہ	" سیالکوٹ
۴۸۹	سلیمہ بیگم صاحبہ	" لاہور
۴۹۰	مہراں بیگم صاحبہ	" "
۴۹۱	اقبال بیگم صاحبہ	" گورداسپور
۴۹۲	فاطمہ بیگم صاحبہ	" لائل پور
۴۹۳	امینہ بی بی صاحبہ	" گجرات
۴۹۴	ریشم بی بی صاحبہ	" لائل پور
۴۹۵	نظیر خانم	فیروزپور
۴۹۶	فاطمہ بی بی صاحبہ	ضلع لاہور
۴۹۷	سعیدہ بیگم صاحبہ	" گجرات
۴۹۸	امینہ بی بی صاحبہ	" سرگودہا
۴۹۹	بشیر بیگم صاحبہ	ضلع شیخوپورہ
۵۰۰	زہراں بی بی صاحبہ	امرتسر
۵۰۱	حمیدہ بیگم صاحبہ	شیخوپورہ
۵۰۲	سعید بیگم صاحبہ	دانہ
۵۰۳	غلام بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۵۰۴	طالعہ بی بی صاحبہ	" "
۵۰۵	صاحبزادی صاحبہ	" گوجرانوالہ
۵۰۶	امۃ الرشید صاحبہ	شیخوپورہ
۵۰۷	ہاجرہ بیگم صاحبہ	"
۵۰۸	محمد بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۵۰۹	سردار بیگم صاحبہ	" جالندہر
۵۱۰	محمد بی بی صاحبہ	" سیالکوٹ
۵۱۱	رابعہ بی بی صاحبہ	" گوجرانوالہ
۵۱۲	سردار بیگم صاحبہ	" لائل پور
۵۱۳	نذیراں صاحبہ	" گوجرانوالہ
۵۱۴	حضور بیگم صاحبہ	" سیالکوٹ
۵۱۵	رسول بی بی صاحبہ	" "
۵۱۶	حسین بی بی صاحبہ	" "
۵۱۷	محمد بی بی صاحبہ	" گجرات
۵۱۸	نذیر بیگم صاحبہ	" فیروزپور
۵۱۹	اللہ رکھی صاحبہ	سیالکوٹ
۵۲۰	ریشم بی بی صاحبہ	ضلع "
۵۲۱	خیر بی بی صاحبہ	سیالکوٹ
۵۲۲	طالعہ بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۵۲۳	عالم بی بی صاحبہ	قادیان
۵۲۴	فاطمہ بیگم صاحبہ	دہلی
۵۲۵	آمنہ بیگم صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
۵۲۶	سردار بیگم صاحبہ	"
۵۲۷	اقبال بیگم صاحبہ	کشمیر
۵۲۸	ممتاز بیگم صاحبہ	سیالکوٹ
۵۲۹	ستاں صاحبہ	ضلع گوجرانوالہ
۵۳۰	فتح صاحبہ	" "
۵۳۱	محمد بی بی صاحبہ	" گورداسپور
۵۳۲	سردار بیگم صاحبہ	" "
۵۳۳	سوہاں صاحبہ	" "
۵۳۴	رضیہ بیگم صاحبہ	" سرگودہا
۵۳۵	امۃ السعید	" "
۵۳۶	فاطمہ بی بی صاحبہ	" "
۵۳۷	آمنہ بی بی صاحبہ	" "
۵۳۸	غلام فاطمہ صاحبہ	" گورداسپور
۵۳۹	مالن بی بی صاحبہ	" ہوشیارپور
۵۴۰	بشیراں بی بی صاحبہ	" گورداسپور
۵۴۱	صابرہ بیگم صاحبہ	" جالندہر
۵۴۲	زیتون صاحبہ	" کیمل پور
۵۴۳	فضل بیگم	گجرات
۵۴۴	مہر بی بی صاحبہ	ضلع گوجرانوالہ
۵۴۵	عائشہ بی بی صاحبہ	" گورداسپور
۵۴۶	فاطمہ بیگم صاحبہ	" شاہ پور
۵۴۷	مہتاب بی بی صاحبہ	سیالکوٹ
۵۴۸	غلام فاطمہ صاحبہ	جموں
۵۴۹	اقبال بیگم صاحبہ	ضلع لائل پور
۵۵۰	فضل بی بی صاحبہ	" گورداسپور
۵۵۱	سکینہ بی بی صاحبہ	" سیالکوٹ
۵۵۲	نعمت بی بی صاحبہ	" گورداسپور
۵۵۳	مہتاب بی بی صاحبہ	لاہور
۵۵۴	ریشم بی بی صاحبہ	ضلع گوجرانوالہ
۵۵۵	مہر بی بی صاحبہ	" شاہ پور
۵۵۶	غلام بی بی صاحبہ	" گورداسپور
۵۵۷	رشیدہ بیگم صاحبہ	" "
۵۵۸	زینب بی بی صاحبہ	" سیالکوٹ
۵۵۹	زبیدہ بیگم صاحبہ	" گورداسپور

محافظ جنین

اٹھرا (رجسٹرڈ)

اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے گھر حمل گر جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں سبز پیلے دست۔ قے۔ ہیضہ۔ درد پسلی یا نمونیا۔ ام الصبیان۔ پرچھاواں یا سوکھا۔ بدن پر پھوڑے پھنسی چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دیدینا۔ بعض کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہونا اور لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کر دئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے مونہہ دیکھنے کو ترستے ہیں۔ اور اپنی قیمتی جائداد دیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لیگئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ مولوی نور الدین رضی شاہی طبیب سرکار جموں کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست۔ مضبوط۔ اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ ہے۔ یکدم منگوانے پر عہ علاوہ محصولڈاک

المشتہر: حکیم نظام جان اینڈ سنز۔ دواخانہ تمکین الصحت۔ قادیان

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ
حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا نسخہ
اور آپکے مبارک نام سے وابستہ
سُرموں کا سرتاج

سرمہ نور رجسٹرڈ

دُنیا بھر میں زود اثر اور امراض چشم کیلئے بے نظیر ثابت ہو چکا ہے
ملنے کا پتہ۔ شفاخانہ رفیق حیات قادیان

قیمت فی تولہ دو روپیہ چھ ماشہ ایک روپیہ

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔ قیمت معہ محصول ۱/۴ صرف

مینیجر شفاخانہ دلپذیر قادیان

لانگ لائف گھڑیاں

ہماری عام فہرست میں اگرچہ دو تین روپیہ کی بھی گھڑیاں ہیں۔ مگر مندرجہ بالا ہیڈنگ کی مصداق تجربہ شدہ ہی لیور گھڑیاں ہیں۔ جن کی شکلیں دیدہ زیب پرزے اچھے مضبوط ہوکر غرض ہر لحاظ سے قابل قدر ہیں۔ ہماری معلومات و خدمات سے فائدہ اٹھائیں عام مروجہ گھڑیاں نہری سفید مختلف ڈیزائن کی موجود ہیں۔ قیمت ۵ھ۔ ۹ھ چاندی کی معہ دھنے رولڈ گولڈ ۹ للعہ دغیرہ معہ تسمہ ڈبیا۔ ریڈیم کا ۸ علاوہ محصول وغیرہ۔ المشتہر مینیجر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور یوپی

قیمت	عمدہ رسٹ واچ	
۱۲	نکل کیس	
۱۳	ریڈیم	
۱۵	سلور کیس	
۱۷	رولڈ گولڈ	
۱۲	جیبی لیور	۲عہ
۱۴		۳عہ
۱۶	سلور	

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

جاپانی سرمایہ دار کوئٹہ سے ۱۸ مارچ کی اطلاع کے مطابق کلکتہ میں ۳۵ لاکھ کے سرمایہ سے فولاد سازی کا کارخانہ کھول رہے ہیں۔ زمین خرید کر اس پر عمارت شروع کر دی گئی ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس کا تیار کردہ فولاد جولائی تک مارکیٹ میں آ جائے گا۔ اس سے ہندوستان کی صنعت فولاد کو سخت دھکا لگنے کا احتمال ہے۔

یمن سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ حکام اور اسمٰعیلی فرقہ کے مابین مناقشت بڑھ رہی ہے۔ یہ لوگ بمبئی کے داعی المطلق کو اپنا مذہبی رہبر تسلیم کرتے ہیں۔ مگر امام یمن چاہتا ہے کہ اس کے مقتدی بن جائیں۔ اور چونکہ وہ اس بات پر آمادہ نہیں ہوتے اس لئے چند اسمٰعیلی گرفتار کر لئے گئے ہیں اسمٰعیلی مدرسوں کو امام کے عقائد کی تعلیم پر مجبور کیا جا رہا ہے بمبئی کے بوہروں نے امام یمن کے پاس احتجاج بھی کیا تھا۔ مگر اس کی طرف سے داعی المطلق کو بذریعہ تار ہدایت کی گئی کہ یمن کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کریں۔

ایوان تجارت پنجاب نے لاہور سے ۱۸ مارچ کی اطلاع کے مطابق حکومت ہند کے مالی سکرٹری کو ایک مکتوب لکھا ہے۔ جس میں گندم کے مجوزہ محصول درآمد کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ ایوان کا خیال ہے کہ پنجاب کے زمینداروں کی حالت وہی ہے جو پہلے تھی۔

مسلم کانفرنس کا اجلاس جو الہ آباد میں مارچ کے اواخر میں منعقد ہونے والا تھا۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی علالت کے باعث غالباً ملتوی ہو جائے گا۔ مسٹر جناح بھی ان دنوں عدیم الفرصت ہیں۔

ریاست حیدر آباد دکن نے مسٹر ایس ٹی ہالنسر انسپکٹر جنرل پولیس یوپی کو ڈائرکٹر جنرل پولیس مقرر کیا ہے

عراق پارلیمنٹ میں ایک مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے جس کی رو سے ہر شخص کے لئے شادی کرنا لازمی اور ضروری قرار دیدیا گیا ہے۔ اس کا منشاء انسداد فواحش اور آبادی بڑھانا ہے۔ اخبارات اس بل کی پر زور حمایت کر رہے ہیں۔

سرینگر سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ جھیتہ بل کے قریب زمینداروں کی دو جماعتوں میں تصادم ہو گیا جس میں لاٹھیوں کے علاوہ بندوقوں کا بھی استعمال کیا گیا۔ بہت سے آدمی زخمی ہوئے۔

روما سے ۱۷ مارچ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ اٹلی اور ابے سینیا کا جھگڑا ختم ہو گیا ہے۔ اور متنازعہ رقبہ کے متعلق ایک معاہدہ قرار پا گیا ہے۔

ریاستی وزراء کی کمیٹی کا ایک اور اجلاس بمبئی سے ۱۷ مارچ کی اطلاع کے مطابق ۲۳-۲۴-۲۵ مارچ کو وہاں ہو رہا ہے۔ جس میں انڈیا بل کی تمام دفعات کو زیر بحث لایا جائے گا۔

کراچی سے ۲۰ مارچ کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ اب وہاں بالکل امن و امان ہے۔ ۱۸ مارچ کو جو فائر ہوئے۔ وہ پولیس نے نہیں بلکہ فوجی گوروں نے کئے۔ کل ۷۴ راؤنڈ چلائے گئے۔ اسی شام کو امن بحال ہو گیا۔ ۱۹ کی صبح کو فوجوں کو ہٹا کر ان کی جگہ پولیس لگا دی گئی ہے، مقتولین میں ایک گیارہ سالہ لڑکا بھی ہے۔ اس وقت تک ہلاک شدگان ۳۷ اور زخمی ۱۰۱ ہیں۔

دار العوام میں ۲۰ مارچ کو مسٹر چرچل نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۳۶ء میں جرمنی کا ہوائی بیڑہ ۱۵۰۰ ہوائی جہازوں پر مشتمل ہو گا۔ اور اس کے بالمقابل برطانوی بیڑہ بالکل ناکافی ہے۔ اور حالات بہت نازک ہیں۔ وزارت ہوائی کی طرف سے جواب دیتے ہوئے سر فلپ نے کہا کہ ہمیں اس امر کا پوری طرح احساس ہے۔ کہ برطانوی بیڑہ کی کمزوری دنیا کے امن و امان کے لئے خطرناک ہے۔ اور سال کے آخر تک پھر ہمارا بیڑہ بڑھ جائے گا۔

محکمہ ڈاک کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ "ہز میجسٹیز سلور جوبلی فنڈ" کی طرف سے ایک خاص ٹکٹ جاری کیا گیا ہے۔ جس کا نام "سلور جوبلی پوسٹل سیل" ہے۔ اس کی فروخت یکم اپریل ۱۹۳۵ء سے شروع ہو کر ۵ مئی کو ختم ہو جائے گی۔ اس سے جو آمد ہو گی۔ وہ بیماروں اور مصیبت زدوں کی امداد پر صرف ہو گی۔ لیکن بطور پوسٹیج انہیں استعمال نہیں کیا جائے گا۔

پنجاب کونسل میں گذشتہ دنوں جب انسداد گداگری کا بل پیش ہوا۔ تو فنانس ممبر نے ارکان کو یقین دلایا تھا۔ کہ میونسپل ایکٹ کی دفعہ ۱۵۱ اس کے انسداد کے لئے کافی ہے۔ اور کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو اس پر عمل کرنے کی طرف متوجہ کیا جائے گا۔ چنانچہ لاہور سے ۲۰ مارچ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ اس ایکٹ کے ماتحت پولیس نے سات چالان کر دئے ہیں۔

پنڈت مالویہ کمیونل ایوارڈ کے خلاف پروپیگنڈا کے لئے جو وفد انگلستان لے جا رہے ہیں۔ وہ امرتسر سے ۲۰ مارچ کی اطلاع کے مطابق ۲۶ مارچ کی بجائے ۱۱ اپریل کو بمبئی سے سوار ہو گا۔ سکھوں کے دو نمائندے ہونگے جن میں سے ایک سردار بہادر مہتاب سنگھ ہیں۔

آل انڈیا ہندی لٹریری کانفرنس کی صدارت جس سے پنڈت مالویہ نے انکار کر دیا تھا۔ گاندھی جی کو پیش کی گئی ہے یہ کانفرنس اندور میں منعقد ہونے والی ہے۔ احمد آباد سے ۲۰ مارچ کی اطلاع مظہر ہے کہ گاندھی جی نے جواب دیا ہے کہ اگر اندور سے دو لاکھ روپیہ مجھے اصلاح دیہات کے لئے اکٹھا کر دیا جائے تو میں صدارت منظور کر سکتا ہوں۔ ورنہ نہیں

کراچی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ۲۰ مارچ کی اطلاع کے مطابق ایک درجن مقامی ناشروں کو زیر دفعہ ۱۴۴ نوٹس دیا ہے کہ کل کے واقعہ اور عبد القیوم کی پھانسی کے متعلق کوئی چیز شائع نہ کریں کیونکہ اس سے نقض امن کا اندیشہ ہے

ڈاکٹر ستیہ پال کی اپیل لاہور ہائی کورٹ میں ۲۰ مارچ کو پیش ہوئی۔ ملزم کی طرف سے مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی پیش ہوئے۔ لیکن سرکاری وکیل کی تقریر سننے کے بعد جسٹس کری نے اپیل مسترد کر دی۔

سر جوزف بھور کی ملازمت میں ۲۵ مئی ۱۹۳۵ء تک توسیع کی جو خبر اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ سلور جوبلی کے سلسلہ میں جو تقاریب ہوں ان کے انچارج رہ سکیں۔ وبس۔ جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب ریلوے اور کامرس کے محکموں کا ۱۳ اپریل چارج لے لیں گے۔

کلکتہ سے ۲۰ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ پولیس کمشنر نے ایک خاص حکم کے ذریعہ گلیوں میں ہولی کھیلنے نیز جلسوں جلوسوں اور مظاہروں کی ممانعت کر دی ہے۔

دار العوام میں ۲۰ مارچ کو دریافت کیا گیا۔ کہ بنگال میں ۳۲ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو ایکٹ انسداد دہشت انگیزی کے اختیارات کیا اس لئے دئے گئے ہیں، کہ وہاں اس تحریک نے پھر سر اٹھایا ہے۔ وزیر ہند نے جواباً کہا کہ محض انتظامی امور کے ماتحت ایسا کیا گیا ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس تحریک نے پھر سر اٹھایا ہے

ناسک سے ۲۰ مارچ کی اطلاع ہے کہ ہولی کے روز اس وجہ سے ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ کہ ایک ہندو نوجوان ایک مسلمان کی دوکان سے زبردستی ایندھن حاصل کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ اس سے ہولی جلائے، ایک معمر مسلمان معاملہ کو سلجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہ ہندوؤں نے اس پر بھی حملہ کر دیا۔ ا ء د و ہ

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا گیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی